مغفرت موتیٰ

تحریر: محمود مرزا جہلمی
چیف ایڈیٹر ہفت روزہ ''صدائے مسلم'' لاہور

ہمارے مرحومین ہمیں بڑے عزیز ہوتے ہیں۔ موت کے بعد جن منازل سے گزرنا ہوتا ہے، ان کی سنگینی اور ہولناکی کے تصور سے ہمارا کلیجہ منہ کو آتا ہے۔ لیکن بہت کم لوگ ہیں جو ان منازل میں سے اللہ کے فضل وکرم سے آسانی سے گزر جانے کیلئے کوئی حقیقی جدوجہد کرتے ہوں بلکہ اکثر لوگ احوال الآخرت کے ہولناک مراحل کا ذکر سن کر ایک آہِ سرد کھینچ کر رہ جاتے ہیں مگر اپنی کسی بھی عادت بد سے باز آنے کو تیار نہیں ہوتے۔ البتہ جب والدین، اعزہ واقارب یا دوست احباب داغ مفارقت دے جاتے ہیں تو پسماندگان اور خصوصاً اولاد ان کی مغفرت کیلئے جدوجہد کرتی ہے جسے ہم اچھا طریقہ سمجھتے ہیں۔ اس سلسلے کا پہلا قدم نماز جنازہ ہے جو مردہ کا زندہ پر حق ہے۔ یہ فرض کفایہ ہے۔ گویا مرحوم کی بخشش کیلئے سب سے موثر عمل نماز جنازہ ہے۔ اسی لئے اسے فرض کفایہ کا درجہ دیا گیا کہ سب پسماندگان اگر بوجہ کسی عذر کے پڑھنے سے قاصر ہوں تو کم از کم اکثریت ضرور پڑھے۔

آگے بڑھنے سے پہلے میں ایک وضاحت کرنا ضروری سمجھتا ہوں کہ اسلام نے ہمیں مہد سے لحد تک کی پوری زندگی کیلئے راہنمائی دی ہے۔ یہ راہنمائی قرآن شریف، حدیث شریف اور حضور ﷺ کی سنت مبارکہ کی صورت میں ہمارے سامنے قیامت تک کیلئے موجود ہے۔ قرآن مجید نے ساری ہدایت دے چکنے کے بعد ایک بات قولِ فیصل کے طور پر فرما دی ہے اور وہ یہ کہ تم نے اس ہدایت پر اس طرح عمل کرنا ہے جس طرح حضور ﷺ نے کیا ہے: ﴿لقد کان لکم فی رسولِ اللہ اسوۃٌ حسنۃ﴾ ہمیں معلوم ہے رسول اللہ ﷺ نے مغفرت موتیٰ جیسے نہایت اہم باب میں یقیناً اپنا مبارک نمونہ قائم کیا ہوگا۔ وہ نمونہ یقیناً آپؐ کی حدیث شریف اور سنتِ مطہرہ کی شکل میں موجود ہوگا۔

قرآن پاک میں بہت سی دعائیں زندہ مردہ سبھی کی مغفرت کیلئے سکھائی گئی ہیں کیونکہ مغفرت طلبی کا عمل ہمیشہ جاری رہنا چاہیے۔ یہ دعائیں ہم نماز کے اندر پڑھتے ہیں اور غیر نماز میں بھی پڑھتے ہیں۔ ہاتھ اٹھا کر، جھولی پھیلا کر، رو رو کر اور گڑگڑا کر یہ دعائیں مانگتے ہیں پس ہر قسم کے پسماندگان اور خصوصاً اولاد کو اپنے والدین کی مغفرت کیلئے دعا کرنا واجب ہے اور اس سلسلے میں کوئی کوتاہی نہ کرنا چاہیے۔

صدقات نافلہ اور تلاوتِ قرآن اولاد کے اعمالِ صالح ہیں۔ یہی وہ اعمال ہیں جو اولاد کو صدقہ جاریہ بناتے ہیں۔ اسی طرح اولاد کی ساری زندگی کے سارے اعمال نماز، روزہ، حج، زکوۃ، جہاد اور ذاتی و اجتماعی زندگی میں اسلامی تعلیمات کے تحت معاملات کو سرانجام دینا، سب اعمال صالح ہیں اور والدین کیلئے صدقہ جاریہ ہیں اور ان پر ان کو برابر ثواب ملتا رہے گا۔ مسکین کو کھانا کھلانا، اسلام میں نہایت ہی پسندیدہ عمل ہے پس اگر اولاد مساکین کو کھانا کھلائے تو اس کا اجر بھی اس کے والدین کو ملے گا۔

مردہ کو اجر ملنے کا منطقی اثر ہے کہ اس پر اگر کوئی تنگی ہوگی تو اللہ تعالیٰ اس میں کچھ تخفیف فرمائیں گے۔ اس کا درجہ اگر ادنیٰ ہے تو اسے بلند کر دیں گے۔ اس پر اگر کوئی عذاب ہے تو اس میں کوئی نہ کوئی کمی ضرور ہوگی کیونکہ اگر یہ نہ ہو تو صدقہ جاریہ اور اعمالِ صالحہ میں والدین کا حصہ بے معنی ہو کر رہ جاتا ہے۔

ہم اپنے کئی مضامین میں اس موضوع پر مفصل اظہارِ خیال کر چکے ہیں لوگ ہم سے یہ مسئلہ اور اس سے متعلقہ کئی سوالات کا جواب پوچھتے رہتے ہیں ایک نہایت ہی بڑا سوال بتکرار یہ پوچھا جاتا ہے کہ آیا: ''قبر کے سرہانے قرآن شریف کی تلاوت کرنا چاہئے؟'' اس کا دوٹوک جواب یہ ہے: ''نہیں پڑھنا چاہیے''۔

دلیل اس کی وہی ہے جو ہم اپنی تمہید میں دے آئے ہیں کہ ہمارے لئے معیار اور قول فیصل حضور ﷺ کا اسوۂ حسنہ ہے اگر گنتی کر کے دیکھیں تو کم از کم سات اموات حضور ﷺ کے گھر میں واقع ہوئیں۔ سیدۃ خدیجۃ الکبریٰ ؓ، چار بیٹے، تین بیٹیاں۔

اگر تو حدیث میں یا سنت میں یہ بات موجود ہو کہ حضور ﷺ نے اپنے جگر کے ٹکڑوں اور اپنی پیاری بیوی کی قبروں کے سرہانے بیٹھ کر تلاوتِ قرآن کی تھی تو ایسا کرنا جائز اور درست ہے اور اگر نہیں کیا تو نہ کرنا چاہیے یہ سات مواقع ایسے تھے کہ جن پر حضور ﷺ نے مغفرت موتی کیلئے اپنی سنت قائم کی ہوگی۔ ہم نے ان مواقع کی تفصیلات کتب حدیث میں دیکھی ہیں لیکن ان میں ہمارے ہاں مروجہ رسم ورواج کا کوئی نشان نہیں ملتا صرف ہمی کو نہیں بلکہ کسی کو بھی نہیں ملتا۔ راہ داری کے اڑھائی سپارے، راہ داری کا حلوہ، قبر میں میت کے اسقاط کا اناج، مجلس تعزیت میں گٹھلیوں پر ذکر، قل، تیجا، ساتا، چالیسواں پھر سالانہ ختم، قبروں پر قبے بنانا، چراغاں کرنا، پھولوں کی چادریں بچھانا، یہ سب کچھ اسوۂ حسنہ سے خارج ہے۔

جب ہم یہاں تک کی بات بتاتے ہیں اور ان رسومات و بدعات کا کوئی جواز باقی نہیں رہتا تو پھر ایک

نہایت ہی بے معنی سوال اٹھایا جاتا ہے کہ یہ کام اچھے ہی تو ہیں اگر یہ کر لئے جائیں تو کیا قباحت ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اس میں ایک ہی قباحت ہے کہ یہ کام حضور ﷺ نے نہیں کئے اور جو کام حضور ﷺ نے نہیں فرمایا وہ مردود ہے بے شک وہ بظاہر کتنا اچھا، بے ضرر اور معصوم سا لگتا ہو۔

ہم نے اپنی گزارشات ان الفاظ پر ختم کرنا چاہیں گے کہ تمام بھلائی، تمام جزا اور تمام نیکی حضور ﷺ کے اسوۂ حسنہ میں ہے۔ اس سے باہر جو کچھ ہے وہ سراسر گمراہی اور جہالت ہے۔ یہی وہ اسوہ حسنہ ہے جسے قرآن نے صراط مستقیم کہا ہے اور اسی صراطِ مستقیم پر چل کر اللہ تعالیٰ تک رسائی ملتی ہے۔

''بے شک (اے محمد ﷺ) تیرا رب صراطِ مستقیم پر ہے''۔

یہی ہے وہ شاہراہ جس کے دائیں حضور ﷺ کی حدیث پاک، بائیں آپؐ کی سنت پاک اور جس کے اوپر قرآن پاک کا نیّرِ اعظم اپنی پوری تابانیوں کے ساتھ چمک رہا ہے۔ یہی وہ اسوۂ محمدی ﷺ ہے جس کی ضیا پاشیوں اور نور ریزیوں سے ضلالت کے اندھیرے چھٹ گئے تھے۔ اس لئے ہماری استدعا ہے خود ساختہ نیکیوں سے اجتناب کریں کیونکہ جس نیکی پر عمل کرنا، حضور ﷺ نے پسند نہ فرمایا، وہ نیکی نہیں تھی۔

اہل بدعت کا المیہ یہ ہے کہ وہ سنن کو ناکافی اور اسوۂ حسنہ کو ناقص خیال کرتے ہیں اور ان میں اپنے اضافے کرتے ہیں۔ ان اضافوں پر اپنے قیمتی اوقات اور گراں مایہ اموال لٹاتے ہیں اور ساری غیر مسنون کاروائی کو موجب ثواب آخرت خیال کرتے ہیں۔ اسی طرح زیارت قبور کی اجازت سے قبروں پر گنبد بنانا، قبروں پر منتیں ماننا، چادریں چڑھانا، بکرے چڑھانا، میلے لگانا، ان کا سفر کرنا، ان پر حاجات طلبی کرنا اور وہاں مزارات کو بوسے دینا جائز کر لیا گیا حالانکہ اجازت اس لئے تھی کہ قبور کو دیکھ کر دنیا کی بے ثباتی سے عبرت پا، لی جاتی اور عاقبت کی بہتری کیلئے اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کی پیروی کی جاتی۔

قبور کی زیارت حاجت برآری کیلئے نہیں ہے، ہاں صاحبِ قبر کیلئے دعائے مغفرت ضرور کریں۔ ہمارا موقف سنت پر ہے۔ ہمارا استدلال حدیث سے ہے۔ ہمارا انحصار قرآن پر ہے۔ انہی تین بنیادوں پر اسلام کی عظیم الشان عمارت کھڑی ہے۔ ہم سنت کے داعی، حدیث کے حامی اور بدعت کے ماحی (مٹانے والے) ہیں۔ گناہ، اللہ تعالیٰ فضل فرمائیں تو معاف ہوسکتا ہے لیکن بدعت دوزخ میں لے جانے والی ہے کیونکہ یہ اسوۂ حسنہ محمدیؐ کے روئے زیبا کو مسخ کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ کے نزدیک مردود ہے۔